ایمان وعقائد سے تساہلی برتنے والوں کے لیے عظمت ایمان وعقائد کو اجاگر کرنے والی آیات واحادیث سے مزین منفرد تحریر

عقائد واعمال

خطبہ نمبر:45

مرتب:

حضرت علامہ مولانا ظہیر مصباحی صاحب

(نگراں: سنی دعوتِ اسلامی، جمبوسر)

پیش کش:



نوری تربیتی سینٹر، جمبوسر،

مرکز: سنی دعوتِ اسلامی

مجلس ادارت:

مولانا مبارک حسین صابری۔۔۔مبلغ: سنی دعوت اسلامی، جمبوسر

مولانا جابر صاحب ریحانی۔۔۔مبلغ: سنی دعوت اسلامی، جمبوسر

مولانا محسن صاحب ریحانی۔۔۔مبلغ: سنی دعوت اسلامی، جمبوسر

مولانا جابر صاحب نجمی۔۔۔مبلغ: سنی دعوت اسلامی، جمبوسر

☆ایمان وعمل شرط ومشروط اور فصل اور بیج کی حیثیت سے۔

☆قبولیت اعمال کے لیے ایمان شرط ہے، اس پر سات آیات بینات۔

☆اہمیت ایمان اور سرکار غریب نواز کا طریقہ عمل۔

☆کفر سے تمام اعمالِ صالحہ برباد ہو جاتے ہیں، اس پر چھ آیات بینات۔

☆ضروریات دین کی تفصیل اور ایمان وضروریات دین میں تلازم۔

☆بعض ضروریات دین۔

☆ضرورتِ دینی کے انکار پر صاحب شریعت کا فیصلہ۔

☆کافر کے اچھے کاموں کا بدلہ اس ملے گا؟

☆کسی ایک ضرورت دینی کے انکار پر اصحاب واہلِ بیت کا فیصلہ۔

☆کس کے اعمال کو رماد اور سراب قرآن مجید نے کہا؟

لَکَ الْحَمْدُ یَا اَللّٰہ، خَلَقْتَنَا وَھَدَیْنَا وَاَنْقَضْتَنَا مِنَ النَّارْ، وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُولَ اللّٰہ، لَقَدْ بَلَّغْتَ الرِّسَالَۃَ وَاَدَّیْتَ الْاَمَانَۃَ وَنَصَحْتَ الْاُمَّۃَ وَمَحَوْتَ الظُّلْمَۃَ وَاَرْشَدْتَنَا اِلَی السُّنَّۃِ وَالْجَمَاعَۃِ وَبِکَ تَوَجَّھْنَا اِلٰی رَبِّنَا فِی ھٰذِہِ السَّاعَۃ، صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ اَجْمَعِیْن.

اَمَّا بَعْد!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

وَ مَن یَّعمَل مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِن ذَکَرٍ اَو اُنثٰی وَ ھُوَ مُؤمِنٌ فَاُولٰٓئِکَ یَدخُلُونَ الجَنَّۃَ وَ لَا یُظلَمُونَ نَقِیرًا.

اور جو کچھ بھلے کام کرے گا مرد ہو یا عورت اور ہو مسلمان تو وہ جنت میں داخل کیے جائیں گے اور انہیں تِل بھر نقصان نہ دیا جائے گا۔

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم کی بارگاہ میں اپنی غلامی کا ثبوت دیں اور جس طریقے سے میں پڑھاؤں، عقیدت ومحبت میں ڈوب کر حضور دل کے ساتھ نذرانہ محبت پیش کریں!

الصلاۃ والسلام علیک یارسول اللہ الصلاۃ والسلام علیک یاحبیب اللہ

الصلوۃ والسلام علیک یانبی اللہ

وعلی آلک واصحابک یا نور اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

دوستان محترم! حصول آخرت کے لیے ایمان وعمل کی کس قدر زیادہ ضرورت ہے اس حوالے سے چند باتیں آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔۔۔

دوستان محترم! ایک ہے کسی چیز کا شرط ہونا اور دوسرا ہے کسی چیز کا مشروط ہونا۔ مثال کے طور پر آپ اُس کو یوں سمجھ سکتے ہیں کہ طہارت، سِتر عورت، وقت، استقبال قبلہ، اور نیت، یہ نماز کی شرطیں ہیں اور نماز اِن شرطوں کا مشروط ہے مشروط کا معنی ہے جس کے لیے شرط رکھی گئی ہو۔ لہٰذا

طہارت، یہ نماز کی شرط ہے، استقبال قبلہ، یہ نماز کی شرط ہے، نیت، یہ نماز کی شرط ہے تو ایک ہے یہ شرطیں اور ایک ہے ان شرطوں کا مشروط کہ جس کے لیے یہ شرطیں رکھی گئی ہیں۔ جب آپ اس اصول اور ضابطے کو اپنے ذہن و دماغ میں بٹھالیں گے تو آپ پر واضح ہو جائے گا کہ شرط جدا ہے اور مشروط جدا ہے۔ یہاں پر یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ شرط اور مشروط میں دو چیزوں کا پایا جانا لازم اور ضروری ہے، جو چیز شرط ہوگی وہ ہمیشہ مشروط سے پہلے ہوگی اور دوسری چیز یہ کہ جب شرط نہیں ہوگی تو مشروط بھی نہیں ہوگا۔ اِس اصول کو نماز اور طہارت کی مثال سے سمجھ لیں کہ طہارت یعنی پاک ہونا یہ نماز کی شرط ہے تو اِس شرط کا نماز سے پہلے ہونا ضروری ہے اور دوسری چیز یہ کہ وہ شرط نہ ہوگی تو مشروط بھی نہیں ہوگا یعنی طہارت نہیں ہوگی تو نماز بھی نہیں ہوگی۔

دوستان محترم! یہ مُسلّمہ قاعدہ اور اصول ہے کہ شرط ہمیشہ مشروط سے پہلے ہوگی اور شرط نہیں ہوگی تو مشروط بھی نہیں ہوگا، نماز مشروط ہے تو اِس کی شرط طہارت کا نماز سے پہلے ہونا ضروری ہے اور دوسری چیز یہ کہ یہ شرط یعنی طہارت نہیں ہوگی تو نماز بھی نہیں ہوگی اِتنی بات کو ہر عامی عوامی جانتا بھی ہے اور مانتا بھی ہے۔ جب اِس اصول اور قاعدے کو آپ سمجھ گئے تو اب اگلی بات سمجھ لیں مومن کے لیے نماز ہو، روزہ ہو، حج ہو، زکوۃ ہو، تلاوت ہو، تراویح ہو، ذکر و اذکار ہو، زندگی میں جتنی بھی عبادتیں وہ کرے اِن تمام عبادتوں کی قبولیت کے لیے ایمان شرط ہے اور جب ایمان شرط ہے اعمال کی قبولیت کے لیے تو پھر آپ کو پتہ چل جانا چاہیے کہ عمل سے پہلے جب ایمان شرط ہے تو شرط تو ہمیشہ مشروط سے پہلے ہوتی ہے تو ایمان عمل سے پہلے ہوگا ایمان عمل سے مقدم ہوگا اور یہ شرط یعنی اگر ایمان نہیں ہے تو پھر عمل قبول نہیں ہے۔ اب بس یہی بات میں قرآن وسنت کی روشنی میں آپ کو سمجھانا چاہتا ہوں، چونکہ ہم جس دور سے گزر رہے ہیں اس دور میں لوگ ایمان اور عقائد کے حوالے سے نہایت سستی برتتے ہیں، لاپرواہی برتتے ہیں، غفلت میں مبتلا نظر آتے ہیں بس لوگوں کی سوچ یہ بن چکی ہے مولانا ہمیں شرط نہ بتاؤ بس

مشروط پورا کرنے دو، ہماری طہارت ٹھیک ہو یا نہ ہو بس ہم نماز تو پڑھ رہے ہیں نا! ہماری نیت ٹھیک ہو یا نہ ہو بس ہم نماز تو پڑھ رہے ہیں نا! قبلے کی طرف ہمارا چہرہ ہو یا نہ ہو بس ہم نماز تو پڑھ رہے ہیں نا! **تو خدا کے بندو!** جس رب کی رضا کے لیے نماز پڑھ رہے ہو اُسی رب نے تو نماز کی قبولیت کے لیے شرطیں رکھی ہیں اور شرط کا مشروط سے پہلے پایا جانا بھی ضروری ہے اور شرط نہیں ہوگی تو مشروط بھی نہیں ہوگا، یہ ضابطہ کنفرم اور یقینی ہے

یاد رکھیں! عمل کی قبولیت کے لیے ایمان شرط ہے اور جب ایمان شرط ہے تو عمل کے لیے ایمان کا ہونا ضروری ہے اور ایمان کا ہر عمل سے پہلے ہونا ضروری ہے اگر ایمان ہوگا تو عمل قبول ہوگا، خوش قسمت ہیں اہل سنت و جماعت جن کے پاس عمل کی قبولیت کی بنیادی شرط ایمان، صحیح طریقے پر موجود ہے۔

دوستان محترم! آؤ ایک عام فہم عقلی محسوس مثال کے ذریعہ آپ کو بات سمجھاؤں، اعمال صالحہ کی قبولیت کے لیے ایمان کا ہونا شرط اولین ہے۔ آپ خود دیکھیے ایک آدمی قطعہ زمین سے خش و خاشاک دور کر کے زمین کو ہموار کرتا ہے۔ اس سے جڑی بوٹی کو اکھاڑ کر باہر پھینکتا ہے، پھر اس کی آبپاشی کرتا ہے اور رات دن اس کی نگرانی میں مصروف رہتا ہے لیکن اس میں بیج نہیں ڈالتا۔ تو کیا اس کی طویل محنت و مشقت کا کوئی نتیجہ برآمد ہوگا۔ جب بیج ہی نہیں تو ساری محنت رائیگاں جائے گی۔ اسی طرح اگر ایمان کا تخم نہیں تو دنیا جہان کی ساری نیکیاں بیثمر ہوں گی۔

اب اگر کوئی یہ سوال کرے کہ عمل کی قبولیت کے لیے ایمان شرط ہے یہ کہاں لکھا ہے؟ تو میں قرآن مجید کی سات آیاتِ بینات آپ کے سامنے پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں ملاحظہ فرمائیں

اللہ رب العزت نے سورۃ النساء کی آیت نمبر ۱۲۴ میں ارشاد فرمایا:

وَ مَن یَّعمَل مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِن ذَکَرٍ اَو اُنثٰی وَ ھُوَ مُؤمِنٌ فَاُولٰٓئِکَ یَدخُلُونَ الجَنَّۃَ وَ لَا

يُظلَمُونَ نَقِيرًا.

ترجمہ کنزالایمان: اور جو کچھ بھلے کام کرے گا مرد ہو یا عورت اور ہو مسلمان تو وہ جنت میں داخل کیے جائیں گے اور انہیں تِل بھر نقصان نہ دیا جائے گا۔

دوستان محترم! آپ دیکھیں! آیت مبارکہ میں بتایا گیا کہ جو کوئی نیک عمل کرے، مرد ہو یا عورت " وَهُوَ مُؤْمِنٌ " اگر وہ مومن ہے **فَاُولٰٓئِکَ یَدْخُلُونَ الْجَنَّۃَ** تو وہ جنت میں داخل کیے جائیں گے **وَلَا یُظْلَمُونَ نَقِیرًا** اور تل بھر بھی انہیں نقصان نہ دیا جائے گا۔

اِس آیت مبارکہ سے پتہ چلا کہ جنت میں داخلہ کے لیے اور ہر قسم کے نقصان سے بچنے کے لیے مرد اور عورت نیک عمل کریں تو قبولیت کے لیے "وَهُوَ مُؤْمِنٌ" کی شرط لگائی کہ اگر ایمان ہے تو عمل قبول ہوگا، اگر ایمان کے بعد عمل کیا تو وہ عمل اسے جنت تک لے جائے گا، اگر ایمان کے بعد عمل کیا تب وہ عمل اسے عذاب جہنم سے بچائے گا، یہ تو سورۃ النساء کی آیت تھی،

سورۃ النحل کی آیت نمبر ۹۷ وے کو پڑھیں! اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً وَ لَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ.

ترجمہ کنزالایمان: جو اچھا کام کرے مرد ہو یا عورت اور ہو مسلمان تو ضرور ہم اسے اچھی زندگی جلائیں گے اور ضرور انھیں ان کا نیگ (اجر) دیں گے جو ان کے سب سے بہتر کام کے لائق ہوں .

دوستان محترم! اس آیت مبارکہ میں بھی آپ دیکھیں! جو مرد اور عورت نیک عمل کرے "وَهُوَ مُؤْمِنٌ" اگر وہ مومن ہے **فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً** تو ہم اُسے پاکیزہ زندگی عطا کریں گے اور ان کے عمل کا انہیں بہترین اجر عطا کریں گے۔ یہاں بھی مرد اور عورت کے نیک عمل کی قبولیت کے لیے اللہ نے "وَهُوَمُؤْمِنٌ" اگر مومن ہے یہ شرط لگائی ہے۔

اسی طریقے سے سورۃ بنی اسرائیل کی آیت نمبر ۱۹ دیکھیں! اللہ رب العزت نے فرمایا:

وَ مَنۡ اَرَادَ الۡاٰخِرَۃَ وَ سَعٰی لَہَا سَعۡیَہَا وَ ہُوَ مُؤۡمِنٌ فَاُولٰٓئِکَ کَانَ سَعۡیُہُمۡ مَّشۡکُوۡرًا.

ترجمہ کنز الایمان: اور جو آخرت چاہے اور اس کی سی کوشش کرے اور ہو ایمان والا تو انھیں کی کوشش ٹھکانے لگی ۔

حکیم الامت حضرت علامہ مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمہ اس آیت مبارکہ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اس آیت سے معلوم ہوا کہ عمل کی مقبولیت کے لیے تین چیزیں درکار ہیں۔ ایک تو طالب آخرت ہونا یعنی نیت نیک، دوسرے سعی یعنی عمل کو باہتمام اس کے حقوق کے ساتھ ادا کرنا، تیسری ایمان جو سب سے زیادہ ضروری ہے۔ (خزائن العرفان)

دوستان محترم! یہاں بھی آپ دیکھیں! **وَ مَنۡ اَرَادَ الۡاٰخِرَۃَ** جس نے آخرت کا ارادہ کیا **وَسَعٰی لَہَا سَعۡیَہَا** اور آخرت کے لیے کوشش کی **"وَہُوَ مُؤۡمِنٌ"** اگر وہ مومن ہے **فَاُولٰٓئِکَ کَانَ سَعۡیُہُمۡ مَّشۡکُوۡرًا** تو اللہ تبارک وتعالی ان کی کوششوں کو قبول فرمائے گا۔

اِس آیتِ مبارکہ میں بھی بتایا گیا کہ آخرت کے لیے کوشش قبول کی جائے گی مگر اس کے لیے **"وَ ہُوَ مُؤۡمِنٌ"** وہ مومن ہو کی شرط لگائی گئی۔

اسی طریقے سے سورہ طہٰ کی آیت نمبر ۱۱۲ دیکھیں!

وَ مَنۡ یَّعۡمَلۡ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَ ہُوَ مُؤۡمِنٌ فَلَا یَخٰفُ ظُلۡمًا وَّ لَا ہَضۡمًا.

ترجمہ کنز الایمان: اور جو کچھ نیک کام کرے اور ہو مسلمان تو اسے نہ زیادتی کا خوف ہو گا اور نہ نقصان کا۔

مسئلہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ طاعت اور نیک اعمال سب کی قبولیت، ایمان کے ساتھ مشروط ہے کہ ایمان ہو تو سب نیکیاں کارآمد ہیں اور ایمان نہ ہو تو یہ سب عمل بے کار۔ (خزائن العرفان)

سورۃ الانبیاء کی آیت نمبر ۹۴ کو دیکھ لیں!

فَمَن يَعۡمَلۡ مِنَ ٱلصَّٰلِحَٰتِ وَهُوَ مُؤۡمِنٞ فَلَا كُفۡرَانَ لِسَعۡيِهِۦ وَإِنَّا لَهُۥ كَٰتِبُونَ.

ترجمہ کنزالایمان: تو جو کچھ بھلے کام کرے اور ہو ایمان والا تو اس کی کوشش کی بے قدری نہیں، اور ہم اسے لکھ رہے ہیں۔

یعنی جو ایمان لاکر نیک اعمال کرے اسے جزاء دی جائے گی۔ معلوم ہوا کہ بغیر ایمان، کوئی نیکی قبول نہیں اور ان شاء اللہ مومن کی نیکیاں برباد نہیں بلکہ ان کی محنت ٹھکانے لگے گی۔ (نورالعرفان)

چنانچہ علامہ آلوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: **واستدل بالاية على ان قبول العمل الصالح مطلقا مشروط بالايمان.**

اس آیت کریمہ سے یہ استدلال کیا ہے کہ قبولِ عملِ صالح مطلقاً مشروط بالایمان ہے۔

آپ سورۃ المومن کی آیت نمبر ۴۰ کو پڑھیں!

مَنۡ عَمِلَ صَٰلِحٗا مِّن ذَكَرٍ أَوۡ أُنثَىٰ وَهُوَ مُؤۡمِنٞ فَأُوْلَٰٓئِكَ يَدۡخُلُونَ ٱلۡجَنَّةَ يُرۡزَقُونَ فِيهَا بِغَيۡرِ حِسَابٖ.

جو اچھا کام کرے مرد خواہ عورت اور ہو مسلمان تو وہ جنت میں داخل کیے جائیں گے وہاں بےگنتی رزق پائیں گے۔

آپ سورہ طٰہٰ کی آیت نمبر ۷۵ کو پڑھیں!

وَمَنۡ يَأۡتِهِۦ مُؤۡمِنٗا قَدۡ عَمِلَ ٱلصَّٰلِحَٰتِ فَأُوْلَٰٓئِكَ لَهُمُ ٱلدَّرَجَٰتُ ٱلۡعُلَىٰ.

اور جو اس کے پاس مومن ہو کر آئے گا حالانکہ اس نے اچھے کام بھی کیے ہوں تو ان کے لیے بلند مرتبے ہوں۔

دوستان محترم! ان سات آیتوں کا آپ سرسری جائزہ لیں تو پتہ چلے گا کہ **فَأُوْلَٰٓئِكَ**

يَدۡخُلُونَ الۡجَنَّةَ یعنی جنت میں داخلے کے لیے، وَ لَا يُظۡلَمُونَ نَقِيۡرًا یعنی قیامت کے دن ہر قسم کے نقصان سے بچنے کے لیے فَلَنُحۡيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً دنیا اور آخرت کی پاکیزہ زندگی کے لیے وَ لَنَجۡزِيَنَّهُمۡ اَجۡرَهُمۡ بِاَحۡسَنِ مَا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ اپنے اعمال کی بہترین جزا پانے کے لیے فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعۡيُهُمۡ مَّشۡكُوۡرًا دنیا میں کی ہوئی کوششوں کو قبول کرانے کے لیے فَلَا يَخٰفُ ظُلۡمًا وَّ لَا هَضۡمًا، زیادتی کے خوف اور نقصان سے نجات پانے کے لیے فَلَا كُفۡرَانَ لِسَعۡيِهٖ دنیا میں کی ہوئی کوششوں کو رائیگا جانے سے بچانے کے لیے فَاُولٰٓئِكَ يَدۡخُلُوۡنَ الۡجَنَّةَ حصول جنت کے لیے يُرۡزَقُوۡنَ فِيۡهَا بِغَيۡرِ حِسَابٍ۔ بے حساب رزق پانے کے لیے فَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الدَّرَجٰتُ الۡعُلٰى. جنت میں بلند درجات پانے کے لیے۔

دوستان محترم! ان تمام آیتوں میں عطا کردہ بشارات کو پانے کے لیے "وَهُوَ مُؤۡمِنٌ" فرما کر ایمان کی شرط لگائی گئی جس طریقے سے نماز کے لیے طہارت شرط ہے تو طہارت کا نماز کی قبولیت کے لیے ہونا بھی ضروری ہے اور طہارت کا نماز سے پہلے ہونا بھی ضروری، اگر طہارت پہلے نہ ہو اور نماز ادا کرنے کے بعد طہارت حاصل کرے اور کہے کہ میں نماز پڑھ چکا ہوں تو اگرچہ اس نے اٹھنا بیٹھنا نماز کی طرح کرلیا مگر اس کی نماز قبول نہیں ہوگی اور اگر طہارت ہو ہی نہیں سرے سے تو بھی اس کی نماز نہیں ہوگی۔ بلاتشبیہ و تمثیل قرآن مجید کی یہ سات آیتیں ہمیں یہ پیغام دے رہی ہیں کہ کیا تمہیں آخرت میں کامیاب ہونا ہے؟ تمہیں اپنا عمل قبول کروانا ہے؟ "وَهُوَ مُؤۡمِنٌ" تو ہم نے ایمان کی شرط لگادی ہے، پہلے عقیدہ ٹھیک رکھو پھر عمل کرو، عقیدہ پہلے ہے پھر عمل ہے، اس لیے حکیم الامت حضرت علامہ مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمہ اور علامہ سید نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

معلوم ہوا کہ ایمان کے بغیر کوئی نیکی قبول نہیں نیکیوں کے لیے ایمان ایسا ضروری ہے جیسے نماز کے لیے وضو یا بہترین غذا کے لیے زہر سے خالی ہونا، ایمان جڑ ہے اعمال شاخیں۔ (نورالعرفان)

نیک اعمال کے لیے ایمان شرط ہے۔(نور العرفان)

عمل صالح کے موجب ثواب ہونے کے لیے ایمان شرط ہے۔(خزائن العرفان)

ساتھیو! عقیدے کو کبھی لاپرواہی کی طرف نہ لے جاؤ اس بارے میں کبھی غفلت اور سستی نہ برتو اس لیے کہ اگر اس میں کوئی کمی رہ گئی تو جس طرح طہارت میں کمی کی وجہ سے **نماز** ہوتی ہی نہیں ہے اسی طرح عقیدے میں کمی کی وجہ سے عمل قبول ہوتا ہی نہیں ہے، عمل اسی کا قبول ہوتا ہے جس کا عقیدہ درست ہوتا ہے۔

اسی عقیدے کی ترجمانی کرتے ہوئے صوفیا کے سرخیل سلطان الہند عطائے رسول سرکار غریب نواز رضی اللہ تعالی عنہ ارشاد فرماتے ہیں:

قیامت کے روز پچاس مختلف مقامات پر مختلف سوالات کیے جائیں گے پہلے مقام پر ایمان اور اس کے شرائط وصفات اور معرفت باری تعالی سے متعلق سوال ہوگا۔ اگر اس سلسلے میں بال بھر بیان نہ کر سکے گا تو وہیں سے سیدھا جہنم بھیج دیا جائے گا (اور ہمیشہ اسی میں رہے گا کہ یہ کافر کا انجام ہے) (دلیل العارفین، ص ۹-۱۰، مترجم)

دوستان محترم! یہاں ایک بات قابل توجہ یہ ہے کہ اسلام کے علاوہ باقی ادیان و مذاھب کے پیروکاروں کے کفر وشرک کے حوالے سے تو لوگ واقفیت رکھتے ہیں مگر کلمہ گو گروہ کسی ضرورت دینی کے انکار کی وجہ سے کفر میں مبتلا ہے تو اسے لوگ کافر ماننے میں ہچکچاتے ہیں بلکہ بعض خام مولوی اور مستصوفین، صوفیاء کرام کا غلط نام استعمال کرتے ہوئے اپنی من مانی دین پر تھوپنا چاہتے ہیں، اہل سنت پر مسلط ایسے تمام حضرات، سرخیل صوفیاء سلطان الہند عطائے رسول سرکار غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا طریقہ عمل دیکھیں اور بار بار امام اہل سنت امام احمد رضا محدث بریلی علیہ الرحمہ کا یہ شعر پڑھیں!

تیرے غلاموں کا نقش قدم ہے راہ خدا

وہ کیا بھٹک سکے جو یہ سراغ لے کے چلے

سلطان الہند عطائے رسول سرکار غریب نواز رضی اللہ تعالی عنہ جب سفر کرتے ہوے سبزاوار پہنچے تو وہاں کا حاکم یادگار محمد کٹر قسم کا رافضی تھا، اصحابِ رسول علیہ السلام کو برا بھلا کہتا حتی کہ اگر کسی کا نام ابوبکر صدیق، عمر فاروق اور عثمان غنی کے نام پر ہوتا تو اسے بھی سخت تکلیفیں پہنچاتا بلکہ اس کی ہلاکت کے درپے ہوجاتا، حسن اتفاق کہ سلطان الہند رضی اللہ تعالی عنہ اسی رافضی کے باغ میں اپنا قافلہ ٹھہراتے ہیں، جب یادگار محمد رافضی اپنے باغ میں آیا اور سلطان الہند کو تکلیف پہنچانے کا ارادہ ہی کیا تھا کہ سلطان الہند کی ایک نگاہ نے اسے زمین پر گرادیا جب اسے ہوش آیا تو سلطان الہند نے فرمایا کیا تو نے توبہ کی؟ اس نے کہا ہاں میں نے توبہ کی، کیا تو نے رافضیوں کے گندے عقیدے سے توبہ کی؟ اس نے کہا: ہاں میں نے توبہ کی، اس کے بعد سلطان الہند نے فرمایا کہ وہ وضو کرے اور توبہ کے شکرانے میں دو رکعت نماز پڑھے پھر بیعت کی اور مرید ہوگیا (گوشہ غریب نواز ص 140 بحوالہ سیر العارفین)

آپ دیکھیں ! سلطان الہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے محض کلمہ گوئی کی بنیاد پر یادگار محمد رافضی کو مسلمان نہیں مانا نہ اس کو مرید کیا اور نہ نماز پڑھنے کا حکم دیا بلکہ سب سے پہلے اسے رافضیت سے توبہ کرائی اور جب اس نے رافضیت سے توبہ کی پھر اس کو نماز پڑھنے کا حکم دیا اور اس کے بعد اپنا مرید کیا.

کیا ان اسلاف کا طریقہ ہمارے لیے راہ ھدایت نہیں ہے؟

کیا یہ **صراط الذين أنعمت عليهم** سے نہیں ہے؟

کیا ان کے طریقے پر چلنا **واتبع سبيل من أناب إلي** پر عمل نہیں ہے؟

کیا ان کے طریقے کو چھوڑنے پر **ويتبع غير سبيل المؤمنين** کی وعید نہیں سنائی گئی؟

ان ساری آیات بینات کو نگاہ میں رکھ کر امام اہلسنت کا یہ شعر پڑھیں!

تیرے غلاموں کا نقش قدم ہے راہ خدا

وہ کیا بھٹک سکے جو یہ سراغ لے کے چلے

دوستان محترم! قرآن مجید کی آیات طیبات سے یہ بات پائے ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ ایمان اور عقیدہ جس کا درست ہے اسی کا عمل درست ہے اور اگر ایمان اور عقیدہ درست نہیں ہے تو اس کا عمل بارگاہ صمدیت میں مقبول نہیں ہے۔لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ دنیا جہاں بھر میں لاکھوں کلمہ پڑھنے والے ہیں ان کلمہ گو لوگوں میں ایمان اور عقیدہ کس کا ٹھیک ہے؟ تو یاد رکھیں! ایمان اور عقیدہ انہی کا ٹھیک ہے جنہیں اہل سنت و جماعت کہتے ہیں، عقیدہ انہی کا ٹھیک ہے جو صحابہ اور اہل بیت کے نقش قدم پر چلتے ہیں، عقیدہ انہی کا ٹھیک ہے جو اولیاء صوفیاء صالحین بالخصوص غوث و خواجہ والا عقیدہ رکھتے ہیں، عقیدہ انہی کا ٹھیک ہے جن کا ہر صدی میں ایک مجدد ہے، ہر صدی میں ان کے مجدد نے عقائد پر پہرا دیا اور وہ خوش قسمت جماعت اہل سنت و جماعت ہے۔

اگر عقیدہ ٹھیک نہیں ہے تو!

کبھی کبھی لوگوں کو یہ وسوسات بھی ستاتے رہتے ہیں کہ چلو وہ ساری باتوں کا تھوڑی انکار کرتے ہیں، بس ایک ہی بات مثلاً ختم نبوت ہی کا تو انکار کر رہے ہیں، وہ اور کس چیز کا انکار کر رہے ہیں؟ وہ علم غیب مصطفیٰ کا ہی انکار کر رہے ہیں اور کس چیز کا انکار کر رہے ہیں؟ وہ حضور کی حیات کا ہی تو انکار کر رہے ہیں اور کس چیز کا انکار کر رہے ہیں؟ وہ معاذ اللہ حضور کے علم کو بس جانوروں سے تشبیہ ہی تو دے رہے ہیں اور کیا کر رہے ہیں؟ باقی نماز بھی پڑھ رہے ہیں، روزہ بھی رکھتے ہیں حج اور زکوۃ بھی ادا کرتے ہیں، داڑھی بھی رکھتے ہیں، سارے اچھے عمل کرتے ہیں تو مثال دے کر میں آپ کو سمجھانا چاہتا ہوں کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ختم نبوت کا انکار کرنا یہ ضروریات دین کا انکار کرنا ہے، حضرت محمد

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو بلا تخصیص وتاویل خاتم النبیین ماننا ضروریات دین میں سے ہے، اللہ کے رسول علیہ الصلوۃ والسلام کے لیے مطلقا علم غیب کا انکار کرنا یہ ضرورت دینی کا انکار کرنا ہے، اللہ کے رسول علیہ السلام کے علم سے زیادہ شیطان کا علم قرار دینا یہ ضروریات دین کا انکار کرنا ہے اور ضروریات دین میں سے کسی ایک ضرورت دینی کا انکار کرنا بھی کفر ہے اور جو کسی ایک کفر میں ایک بار بھی مبتلا ہوتا ہے اس کے سارے اعمال برباد ہو جاتے ہیں، چاہے وہ اعمال نماز ہوں چاہے، روزہ ہوں، چاہے زکوٰۃ ہوں، چاہے حج ہوں، تمام اچھے اچھے کام رد ہو جائیں گے اگر وہ کفر کرتا ہے، اگر آپ کو یقین نہیں آتا کہ کفر سے تمام اعمال برباد ہو جاتے ہیں یا نہیں تو قرآن مجید کی یہ آیات بینات پڑھیں اور بار بار پڑھیں قرآن مجید میں اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے: و

مَن یَّکفُر بِالاِیمَانِ فَقَد حَبِطَ عَمَلُهٗ وَ هُوَ فِی الاٰخِرَةِ مِنَ الخٰسِرِینَ (المائدہ،۵)

اور جو مسلمان سے کافر ہو اس کا کیا دھرا سب اکارت گیا اور وہ آخرت میں زیاں کار ہے۔

اُولٰٓئِکَ الَّذِینَ کَفَرُوا بِاٰیٰتِ رَبِّهِم وَ لِقَآئِهٖ فَحَبِطَت اَعمَالُهُم فَلَا نُقِیمُ لَهُم یَومَ القِیٰمَةِ وَزنًا (الکھف،۱۰۵)

یہ لوگ جنہوں نے اپنے رب کی آیتیں اور اس کا ملنا نہ مانا تو ان کا کیا دھرا سب اکارت ہے تو ہم ان کے لیے قیامت کے دن کوئی تول نہ قائم کریں گے۔

اُولٰٓئِکَ لَم یُؤمِنُوا فَاَحبَطَ اللّٰهُ اَعمَالَهُم وَ کَانَ ذٰلِکَ عَلَی اللّٰهِ یَسِیرًا (الاحزاب،۱۹)

یہ لوگ ایمان لائے ہی نہیں تو اللہ نے ان کے عمل اکارت کر دیے اور یہ اللہ کو آسان ہے۔

اَلَّذِینَ کَفَرُوا وَ صَدُّوا عَن سَبِیلِ اللّٰهِ اَضَلَّ اَعمَالَهُم (محمد،۱)

جنہوں نے کفر کیا اور اللہ کی راہ سے روکا اللہ نے ان کے عمل برباد کیے۔

اِذَا حَضَرَ اَحَدَھُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّیْ تُبْتُ الْاٰنَ وَلَا الَّذِیْنَ یَمُوْتُوْنَ وَھُمْ کُفَّارٌ اُولٰٓئِکَ اَعْتَدْنَا لَھُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا.

جب ان میں سے کسی کی موت کا وقت آجاتا ہے تو اس وقت وہ کہتا ہے کہ اب میں توبہ کرتا ہوں، اور اسی طرح ان لوگوں کی توبہ بھی قبول نہیں کی جاتی جو کفر کی حالت میں مرتے ہیں، ان کے لیے ہم نے دردناک عذاب تیار کیا ہے۔(سورہ نساء: 18:17)

وَ مَنْ یَّرْتَدِدْ مِنْکُمْ عَنْ دِیْنِہٖ فَیَمُتْ وَ ھُوَ کَافِرٌ فَاُولٰٓئِکَ حَبِطَتْ اَعْمَالُھُمْ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَۃِ وَ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ (البقرہ،۲۱۷)

اور تم میں جو کوئی اپنے دین سے پھرے پھر کافر ہو کر مرے تو ان لوگوں کا کیا اکارت گیا دنیا میں اور آخرت میں اور وہ دوزخ والے ہیں انہیں اس میں ہمیشہ رہنا .

دوستان محترم! قرآن مجید کی ان ساری آیات بینات میں اللہ جل جلالہ نے کفر کرنے پر حبط اعمال کی خبر دی ہے۔

کہیں فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُہٗ فرمایا

کہیں فَحَبِطَتْ اَعْمَالُھُمْ فرمایا

کہیں فَاَحْبَطَ اللّٰہُ اَعْمَالَھُمْ فرمایا

کہیں اَضَلَّ اَعْمَالَھُمْ فرمایا

کہیں فَاُولٰٓئِکَ حَبِطَتْ اَعْمَالُھُمْ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَۃِ فرمایا

کہیں اُولٰٓئِکَ اَعْتَدْنَا لَھُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا. فرمایا۔

ان چھ آیتوں میں کفر کرنے والے کے اعمال برباد ہو جانے کی خبر دی ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کفر کسے کہتے ہیں؟

حضور صدر الشریعہ حضرت علامہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:" کسی **ایک** ضرورتِ دینی کے انکار کو کفر کہتے ہیں، اگرچہ باقی تمام ضروریات کی تصدیق کرتا ہو"۔(بہار شریعت، حصہ اول ص172)

اب جنہیں یہ وسوسہ ستا رہا تھا کہ اُس فرقے والے ساری باتوں کا تھوڑی انکار کرتے ہیں وہ تو بس **ایک** دو بات ہی کا انکار کرتے ہیں تو وہ **ایک** دو بات بھی ضروریات دین میں سے ہیں اور آپ سن چکے کہ کسی **ایک** ضرورت دینی کا انکار بھی کفر ہے اور قرآن مقدس کی چھ آیاتِ مبارکہ ہم نے آپ کو سنا دی کہ کفر کرنے سے تمام اعمال برباد ہو جاتے ہیں اور جب ان کے تمام اعمال برباد ہو چکے ہیں تو ہم ان کے اعمال دیکھ کر کیوں متاثر ہوں! کیا قرآن مجید نے **ایک** مرتبہ کفر کرنے والے یعنی کسی **ایک** ضرورت دینی کے انکار کرنے والے کے تمام اعمال برباد ہو جانے کی خبر نہیں دی؟ کیا قرآن مجید کی خبر پر یقین نہیں؟ غور کریں اور سمجھنے کی کوشش کریں!!!

یاد رکھیں! ایک طبق میں اگر زم زم کا پانی رکھا جائے اور اس میں کوئی **ایک** قطرہ شراب کا ٹپکا دے یا پیشاب کا ٹپکا دے تو کیا کوئی پینے کے لیے تیار ہوگا؟ پورا تو زمزم سے بھرا ہوا تھا **ایک** ہی تو قطرہ گرا ہے،لوگوں کو دین کے انکار والی باتیں بہت جلد ہضم ہو جاتی ہیں۔ جی مولانا کوئی بات نہیں تھوڑی سی بات ہے آپ اس میں اتنا بڑا مسئلہ نہ کر دیں تو پھر اس پانی کو آپ پی جائیں گے کھڑے ہو کر کے تعظیم کے ساتھ! کوئی نہیں پیے گا!!! جس طرح **ایک** ناپاک قطرہ سے پورا پاک پانی ناپاک ہو جاتا ہے اسی طرح ضروریات دین میں سے کسی **ایک** ضرورت دینی کا انکار کرنا پورے دین کا انکار کر دیتا ہے۔



قرآن مجید کی سات آیتوں میں اعمال کی قبولیت کے لیے "وَهُوَ مُؤْمِنٌ" فرما کر جو ایمان کی شرط لگائی گئی ہے وہ ایمان کیا ہے؟ وہ ایمان ضروریات دین ہیں اور ضروریات دین وہ عقائد ہیں کہ جن میں سے **ایک** کا بھی اگر کوئی انکار کر دے تو پھر وہ مسلمان ہی نہیں رہتا چاہے اس کا نام مسلمانوں والا ہو، چاہے اس کے تمام اعمال بظاہر مسلمانوں والے ہوں، یہ جاننا آپ لوگوں کے لیے ضروری ہے اور میں بتانا اس لیے آپ کو ضروری سمجھتا ہوں کہ کہیں غفلت، لاپرواہی اور لاعلمی میں آپ کی عبادتیں رائیگاں نہ جائیں قیامت کے دن یہ عذر نہیں چل سکے گا کہ ہمیں پتہ نہیں تھا یا کسی نے بتایا نہیں تھا ہمیں پتہ ہوتا تو ہم عقیدے کا قبلہ ٹھیک کر لیتے!۔

حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علامہ امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ ایمان اور ضروریات دین کے حوالے سے لکھتے ہیں:

ایمان اسے کہتے ہے کہ سچے دل سے اُن سب باتوں کی تصدیق کرے جو ضروریاتِ دین ہیں اور کسی **ایک** ضرورتِ دینی کے انکار کو کفر کہتے ہیں، اگرچہ باقی تمام ضروریات کی تصدیق کرتا ہو۔(بہار شریعت، حصہ اول ص172)

مسلمان ہونے کے لیے یہ بھی شرط ہے کہ زبان سے کسی ایسی چیز کا انکار نہ کرے جو ضروریاتِ دین سے ہے، اگرچہ باقی باتوں کا اقرار کرتا ہو، اگرچہ وہ یہ کہے کہ صرف زبان سے انکار ہے دل میں انکار نہیں (بہار شریعت، حصہ اول ص173)

امام اہلسنت امام احمد رضا خاں قادری بریلوی علیہ الرحمہ ضروریات دین کے حوالے سے لکھتے ہیں:

باوجود دعوی اسلام و اقرار شہادتین، بعض (**کسی ایک**) ضروریات دین سے انکار رکھتا ہو اس پر احکامِ مرتدین جاری کئے جائیں گے۔(فتاویٰ رضویہ ج14 ص129)

(جو عقیدہ) ضروریات دین سے ہے جو (کوئی) اس کا منکر ہو یا اس میں ادنی شک و شبہہ کو بھی راہ دے کافر مرتد ملعون ہے (فتاویٰ رضویہ ج14 ص331)

اس (خاتم النبیین ہونے) میں کسی قسم کی تاویل و تخصیص نہ ہونے پر اجماعِ امت خیر الانام علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام، یہ ضروریات دین سے ہے اور ضروریاتِ دین میں کوئی تاویل یا اس کے عموم میں کچھ قیل وقال اصلا مسموع نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج14 ص332)

طحطاوی علی مرقی الفلاح مطبع مصر ۱۹۸ میں ہے:

من انکر بعض ماعلم من الدین ضرورۃ لکفرہ ولا یلتف الیٰ تاویلہ و اجتھادہ.

جو ضروریات دین سے کسی شے کا منکر ہو وہ کافر ہے اور اُس کی تاویل کی طرف التفات نہ ہوگا نہ اس جانب کہ اس نے رائے کی غلطی سے ایسا کہا۔

(طحطاوی علی مراقی الفلاح باب الا مامۃ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۱۶۵) فتاویٰ رضویہ ج14، ص254)

امام اجل ابوزکریا نووی کتاب الروضہ پھر امام ابن حجر مکی اعلام بقواطع الاسلام میں فرماتے ہیں:

اذا جحد مجمعا علیہ یعلم من دین الاسلام ضرورۃ سواء کان فیہ نص او لا فان جحدہ یکون کفرا.اھ ملتقطا.

جب کسی نے ایسی بات کا انکار کیا جس کا ضروریات دین اسلام میں سے ہونا متفق علیہ معلوم ہے خواہ اس میں نص ہو یا نہ ہو تو اس کا انکار کفر ہے اھ ملتقطا۔ (الاعلام بقواطع الاسلام مع سبل النجاۃ مکتبۃ الحقیقیہ استنبول ترکی ص ۲۵۳)

ضروریات دین
میں سے بعض

(۱) اللہ عزوجل ہی عالم بالذات ہے بے اُس کے بتائے ایک حرف کوئی نہیں جان سکتا۔

(۲) رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور دیگر انبیائے کرام علیہم الصلوۃ والسلام کو اللہ عزوجل نے اپنے بعض غیوب کا علم دیا۔

(۳) رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا علم اوروں سے زائد ہے ابلیس کا علم معاذ اللہ علم اقدس سے ہرگز وسیع تر نہیں۔

(۴) جو علم اللہ عزوجل کی صفت خاصہ ہے جس میں اُس کے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو شریک کرنا بھی شرک ہو وہ ہرگز ابلیس کے لیے نہیں ہو سکتا جو ایسا مانے قطعاً مشرک کافر ملعون بندہ ابلیس ہے۔

(۵) زید و عمرو ہر بچے پاگل، چوپائے کو علمِ غیب میں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے مماثل کہنا حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی صریح توہین اور کھلا کفر ہے، یہ سب مسائل ضروریاتِ دین سے ہیں اور اُن کا منکر، ان میں ادنٰی شک لانے والا قطعاً کافر، یہ قسمِ اول ہوئی۔ (فتاویٰ رضویہ ج29، ص416)

(۱) بلا شبہ غیر خدا کے لیے ایک ذرہ کا علم ذاتی نہیں اس قدر خود ضروریات دین سے اور (اس کا) منکر کافر۔

(۲) بلا شبہ غیر خدا کا علم معلومات الٰہیہ کو حاوی نہیں ہو سکتا، مساوی درکنار تمام اولین و آخرین وانبیاء و مرسلین وملائکہ ومقربین سب کے علوم مل کر علوم الٰہیہ سے وہ نسبت نہیں رکھ سکتے جو کروڑہا کروڑ سمندروں سے ایک ذرا سی بوند کے کروڑویں حصے کو کہ وہ تمام سمندر اور یہ بوند کا کروڑواں حصہ دونوں متناہی ہیں، اور متناہی کو متناہی سے نسبت ضرور ہے بخلاف علوم الٰہیہ کو غیر متناہی در غیر متناہی در غیر متناہی ہیں۔ اور

مخلوق کے علوم اگر چہ عرش وفرش شرق وغرب و جملہ کائنات از روزِ اول تا روز آخر کو محیط ہو جائیں آخر متناہی ہیں کہ عرش وفرش دو حدیں ہیں۔ روزِ اول وروزِ آخر دو حدیں ہیں۔ اور جو کچھ دو حدوں کے اندر ہو سب متناہی ہے۔

بالفعل غیر متناہی کا علمِ تفصیلی مخلوق کو مل ہی نہیں سکتا تو جملہ علوم خلق کو علم الٰہی سے اصلاً نسبت ہونی ہی محال قطعی ہے نہ کہ معاذ اللہ توہمِ مساوات۔

(۳) یوں ہی اس پر اجماع ہے کہ اللہ عزوجل کے دیے سے انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کو کثیر ووافر غیبوں کا علم ہے یہ بھی ضروریاتِ دین سے ہے جو اس کا منکر ہو کافر ہے کہ سرے سے نبوت ہی کا منکر ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج 29 ص 451)

حضور پرنور خاتم النبیین سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم علیہ وعلیہم اجمعین کا خاتم یعنی بعثت میں آخر جمیع انبیاء ومرسلین بلا تاویل وبلا تخصیص ہونا ضروریات دین سے ہے جو اس کا منکر ہو یا اس میں ادنی شک و شبہہ کو بھی راہ دے کافر مرتد ملعون ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج 14، ص 333)

امام حجۃ الاسلام غزالی قدس سرہ العالی کتاب الاقتصاد میں فرماتے ہیں:

ان الامة فهمت هذا اللفظ انه افهم عدم نبی بعده ابدا و عدم رسول بعده ابدا وانه ليس فيه تاويل ولا تخصيص و من اوله بتخصيص فكلامه من انواع الهذيان لايمنع الحكم بتكفيره لانه مكذب لهذاالنص الذى اجمعت الامة على انه غير مؤول ولا مخصوص.

یعنی تمام امت مرحومہ نے لفظ خاتم النبیین سے جو سمجھا ہے وہ یہی بتاتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بعد کبھی کوئی نبی نہ ہوگا حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بعد کوئی رسول نہ ہوگا اور تمام امت نے یہی مانا ہے کہ اس میں اصلاً کوئی تاویل یا تخصیص نہیں تو جو شخص لفظ خاتم النبیین میں النبیین کو

اپنے عموم واستغراق پر نہ مانے بلکہ اسے کسی تخصیص کی طرف پھیرے اس کی بات مجنون کی بک یا سرسامی کی بہک ہے اسے کافر کہنے سے کچھ ممانعت نہیں کہ اس نے نص قرآنی کو جھٹلایا جس کے بارے میں امت کا اجماع ہے کہ اس میں نہ کوئی تاویل ہے نہ تخصیص۔(الاقتصاد فی الاعتقاد امام غزالی المکتبۃ الادبیہ مصر ص ۱۱۴)

دوستان محترم! اہل سنت و جماعت کے علاوہ کئی کلمہ پڑھنے والے فرقے آپ کو ایسے نظر آئیں گے جو صرف ایک دو ضروریات دین کے نہیں بلکہ کئی ایک ضروریات دین کے منکر ہیں اور آپ حوالہ جات کی روشنی میں پڑھ چکے ہیں کہ ضروریات دین میں سے کسی ایک ضرورت دینی کا انکار کرنا یہ ایمان کا انکار کرنا ہے، قرآن مجید کی سات آیاتِ طیبات اور ان کا ترجمہ آپ سن چکے ہیں کہ ایمان کی شرط نہ ہونے کی وجہ سے کوئی عمل قبول نہیں ہوتا اور قرآن مجید کی چھ آیتیں اور ان کا ترجمہ آپ سن چکے ہیں کہ کفر کرنے سے تمام اعمال برباد ہو جاتے ہیں اور ضروریات دین میں سے کسی ایک ضرورت دینی کا انکار کرنا کفر ہے اور کفر کے ساتھ کسی عمل کا ثواب اللہ کی بارگاہ میں نہیں ملتا۔

قادیانی کا ضروریاتِ دین کا انکار۔۔۔

شیعہ کا ضروریات دین کا انکار۔۔۔

دیوبندی، وہابی کا ضروریات دین کا انکار۔۔۔

غیر مقلدین کا ضروریات دین کا انکار۔۔۔

ان سب منکرین ضروریات دین کا انکار اور ان کے احوال کا تفصیلی جائزہ بہار شریعت حصہ اول سے مطالعہ فرمائیں!

ضرورت دینی کے انکار پر صاحب شریعت کا فیصلہ

عَنْ عَائِشَةَ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، ابْنُ جُدْعَانَ كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ يَصِلُ الرَّحِمَ، وَيُطْعِمُ الْمِسْكِينَ، فَهَلْ ذَاكَ نَافِعُهُ؟ قَالَ: لَا يَنْفَعُهُ، إِنَّهُ لَمْ يَقُلْ يَوْمًا: رَبِّ اغْفِرْ لِي خَطِيئَتِي يَوْمَ الدِّينِ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! ابن جدعان جاہلیت کے دور میں صلہ رحمی کرتا تھا اور محتاجوں کو کھانا کھلاتا تھا تو کیا یہ عمل اس کے لیے فائدہ مند ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: ''اسے فائدہ نہیں پہنچائیں گے، کیونکہ اس نے کسی ایک دن (بھی) یہ نہیں کہا تھا: میرے رب! حساب وکتاب کے دن میری خطائیں معاف فرمانا۔'' (صحیح مسلم، 214)

عن عائشة، قالت قلت يا رسول الله إن عبد الله بن جدعان كان في الجاهلية يقرى الضيف ويفك العاني ويصل الرحم ويحسن الجوار فأثنيت عليه فهل ينفعه ذلك قال رسول الله ﷺ لا إنه لم يقل يوما قط اللهم اغفر لي يوم الدين وقال عفان مرة فأثنيت عليه. (مسند احمد 23745)

امام احمد کی ایک روایت میں ہے حضرت عائشہ نے کہا وہ مہمان نوازی کرتا تھا، قیدیوں کو قید سے چھڑاتا تھا، صلہ رحم کرتا تھا پڑوسیوں سے حسن سلوک کرتا تھا اور میں نے اس کی بہت کچھ تعریف کر کے پوچھا کیا یہ اعمال اس کو نفع دیں گے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ اعمال اس کو نفع نہیں دیں گے، اس نے ایک دن بھی یہ نہیں کہا اے اللہ! مجھے قیامت کے دن بخش دینا۔

عن عائشة قُلتُ: يا رسولَ اللهِ، أخبِرْني عنِ ابنِ عَمَّتي ابنِ جُدْعانَ، قال: فقالَ رسولُ اللهِ ﷺ: ما كان؟ قُلتُ: كانَ يَنحَرُ الكَوْماءَ، وكان يَجلِبُ على الماءِ، وكان يُكرِمُ الجارَ، وكانَ يَقْرِي الضَّيفَ، وكان يَصدُقُ الحَديثَ، وكان يَصِلُ الرَّحِمَ، ويُوفي بالذِّمَّةِ، ويَفُكُّ العانيَ، ويُطعِمُ الطَّعامَ، ويُؤَدِّي الأمانةَ. قال: هل قال يَومًا

واحِدًا: اللّٰھمَّ إنِّی أعوذُ بکَ مِن نارِ جَھنَّمَ؟ قُلتُ: ما کان یَدْرِی ما نارُ جَھنَّمَ. قال: فَلا إذَنْ.(تخریج مشکل الآثار (۴۳۵۹) • إسناده صحیح علی شرط البخاری

میں نے کہا: یارسول اللہ، مجھے میرے چچازاد بھائی ابن جدعان کے بارے میں بتایئے، انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ کیا تھا؟ میں نے کہا: وہ ڈھیروں اونٹوں کو ذبح کرتا تھا، پانی لاتا تھا، پڑوسی کی عزت کرتا تھا، مہمانوں کے ساتھ حسن سلوک کرتا تھا، اور سچی بات کرتا تھا، اور رشتہ داری کو نبھاتا تھا، اور قرض ادا کرتا تھا، اور مصیبت زدہ کو آزاد کرتا تھا۔ اور کھانا مہیا کرتا تھا اور امانت کو پورا کرتا تھا۔ سرکار نے فرمایا: کیا اس نے کبھی ایک دن کہا: اے اللہ میں جہنم کی آگ سے تیری پناہ مانگتا ہوں؟ میں نے کہا: وہ نہیں جانتا تھا کہ جہنم کی آگ کیا ہے۔ سرکار نے فرمایا: پھر نہیں۔(مشکل الآثار، 4359)۔

دوستان محترم! صحیح مسلم، مسند امام احمد ابن حنبل اور مشکل الآثار، ان تینوں حدیث کی کتابوں میں یہ بات لکھی ہوئی ہے کہ ابن جدعان میں فلاں فلاں اچھی عادتیں تھیں کان یَصِلُ الرَّحِمَ، رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرتا تھا،

وَیُطعِمُ الْمِسْکِینَ، مسکینوں کو کھانا کھلاتا تھا،

وکانَ یَقْرِی الضَّیفَ، مہمان نوازی کرنے والا تھا،

ویَفُکُّ العانیَ، قیدیوں کو قید سے چھڑانے والا تھا،

ویحسن الجوار پڑوسیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے والا تھا،

کانَ یَنحَرُ الکَوْماءَ، لوگوں کے لیے بہت زیادہ اونٹوں کو ذبح کرنے والا تھا،

وکان یَجلِبُ علی الماءِ، پیاسوں کے لیے پانی کا انتظام کرنے والا تھا،

وکان یُکرِمُ الجارَ، پڑوسیوں کی عزت کرنے والا تھا،

وکان یَصدُقُ الحَدیثَ، سچ بولنے والا تھا،

ویُوفی بالذِّمَّةِ، اپنا فرض مکمل کرنے والا تھا،

ویُطعِمُ الطَّعامَ، کھانا کھلانے والا تھا،

ویُؤَدِّی الأمانةَ ۔امانت پوری کرنے والا تھا۔

دوستان محترم! اتنی ساری خوبیاں ابن جدعان میں موجود تھیں بلکہ آج کل کی اصطلاح میں بہت بڑا وہ سماج سیوک تھا لیکن اس کے باوجود اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ کی بارگاہ میں اسے ان کاموں کا کوئی فائدہ نہیں ملے گا کیونکہ وہ ضروریات دین میں سے ایک ضرورت دینی اللہ کے وجود ہی پر ایمان نہیں رکھتا تھا۔تو آپ نے دیکھا کہ سارے اچھے کاموں پر اللہ کی بارگاہ میں اجروثواب اسی وقت ملتا ہے جب بندے کے پاس ایمان ہو اور ایمان اس وقت ہوتا ہے جب وہ تمام ضروریات دین کو سچے دل سے ماننے والا ہو کسی ایک ضرورت دینی کا بھی منکر نہ ہو اور نہ کسی ضرورت دینی میں شک شبہ رکھنے والا ہو۔

کافر کے اچھے کاموں کا بدلہ

دوستان محترم! سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ابن جدعان اور اس کی طرح جو لوگ ابتدا ہی سے کفر اور شرک میں پلے بڑھے ہیں یا پھر جو ضروریات دین میں سے کسی ایک ضرورت دینی کی انکار کی وجہ سے کفر میں جا پڑا اگر وہ اچھے اور بھلے کام کرتے ہیں تو کیا انہیں کسی قسم کا بدلہ نہیں دیا جائے گا؟ چلو آخرت میں تو کچھ نہیں ملے گا کیونکہ قرآن مجید میں ہے: وَمَا لَهُ فِی الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ (البقرہ، ۲۰۰) مگر کیا دنیا میں بھی اس کو اس کے اچھے کاموں کا بدلہ نہیں دیا جائے گا؟ اس حوالے سے

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ فرامین سماعت فرمائیں:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ مُؤْمِنًا حَسَنَةً يُعْطَى بِهَا فِي الدُّنْيَا وَيُجْزَى بِهَا فِي الْآخِرَةِ وَأَمَّا الْكَافِرُ فَيُطْعَمُ بِحَسَنَاتِ مَا عَمِلَ بِهَا لِلَّهِ فِي الدُّنْيَا حَتَّى إِذَا أَفْضَى إِلَى الْآخِرَةِ لَمْ تَكُنْ لَهُ حَسَنَةٌ يُجْزَى بِهَا'(صحيح مسلم،٧٠٨٩)

حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کسی مومن کی نیکی میں کوئی کمی نہیں کرے گا، اس کو اس نیکی کا عوض دنیا میں بھی دے گا اور آخرت میں بھی اس کو اجر دیا جائے گا اور رہا کافر تو اس نے اچھے کام دنیا میں کیے ہیں ان کا تمام عوض اللہ اس کو دنیا میں دے دے گا حتی کہ جب وہ آخرت میں پہنچے گا تو اس کے پاس کوئی نیکی نہیں ہوگی جس کا اجر دیا جائے۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ حَدَّثَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْكَافِرَ إِذَا عَمِلَ حَسَنَةً أُطْعِمَ بِهَا طُعْمَةً مِنَ الدُّنْيَا وَأَمَّا الْمُؤْمِنُ فَإِنَّ اللَّهَ يَدَّخِرُ لَهُ حَسَنَاتِهِ فِي الْآخِرَةِ وَيُعْقِبُهُ رِزْقًا فِي الدُّنْيَا عَلَى طَاعَتِهِ .صحيح مسلم،٧٠٩٠)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے حدیث بیان کی: ''بلاشبہ ایک کافر جب کوئی اچھا کام کرتا ہے تو اس کے بدلے میں اسے دنیا کے کھانوں (نعمتوں) میں سے کھلا دیتا ہے اور رہ گیا مومن، تو اللہ تعالیٰ اس کی نیکیوں کو آخرت کے لیے ذخیرہ فرماتا ہے اور اس کی اطاعت شعاری پر دنیا میں بھی اسے رزق عطا فرماتا ہے۔''

دوستان محترم! ان دونوں احادیث سے بھی پتہ چلا کہ کفر میں مبتلا ہونے والا شخص اگر اچھے بھلے کام کرتا بھی ہے تو اس کو دنیا ہی میں اس کا بدلہ دے دیا جاتا ہے لیکن آخرت میں اس کے لیے کوئی

بدلہ نہیں ہے۔

کسی ایک ضرورت دینی کے انکار پر اصحاب و اہلِ بیت کا فیصلہ

اب اس سلسلے میں سیدنا امام حسنِ مجتبی رضی اللہ تعالی عنہ کا فیصلہ ذکر کرتا ہوں اور وہ بھی کس کتاب میں لکھا ہے؟ داتا گنج بخش علی ہجویری علیہ الرحمہ نے جس کو کشف المحجوب شریف میں لکھا ہے! ہمارے شجرے ایسے نہیں ہیں کہ 1857 کے بعد ہماری کوئی پیداوار ہو ہند میں جس نے پہلی مرتبہ باضابطہ چل کر اسلام کی اذان دی، وہ داتا گنج بخش علی ہجویری کی ذات ہے، سلطان الہند غریب نواز بھی جن کے مزار پر فیض پاتے ہیں اور یہ لکھتے ہوئے نظر آتے ہیں:

گنج بخش فیضِ عالم مظہرِ نورِ خدا
ناقصاں را پیرِ کامل کاملاں را رہنما

گنج بخش یہ خزانے دینے والا ہے فیضِ عالم اس کا فیض پورے عالم پر جاری ہے مظہرِ نورِ خدا یہ نورِ خدا کو ظاہر کر رہا ہے ناقصاں را پیرِ کامل ناقص لوگوں کے لیے یہ پیرِ کامل ہیں اور کاملا را رہنما اور کامل لوگوں کا بھی یہ دستگیر ہے، ایسے عظیم بزرگ سرخیل صوفیاء کیا لکھتے ہیں اپنی کتاب میں؟ حضرت سیدنا امام حسن بصری رضی اللہ تعالی عنہ نے امام حسن مجتبی کو ایک خط لکھا کہ بصرہ میں کلمہ پڑھنے والوں میں ایک ایسا گروپ پیدا ہو گیا ہے جو باقی پورے دین کو مانتا ہے صرف تقدیر کا انکار کرتا ہے کہ تقدیر کوئی چیز نہیں ہے اللہ نے ساری چیزوں کے بارے میں پہلے سے کچھ نہیں لکھا ہے بس بندہ جو کرتا ہے پھر رب لکھتا ہے اللہ کو پہلے سے کسی چیز کا علم نہیں ہے معاذ اللہ رب العالمین تقدیر

امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حسن بن علی کرم اللہ وجہہ کو خط لکھا اور عرض کیا:

بسم الله الرحمن الرحيم السلام عليك يا بن رسول الله وقرة عيينه ورحمة الله و بركاته أما بعد فإنكم معاشر بني هاشم كالفلك الجارية في بحر لجي ومصابيح الدجى وأعلام الهدى وآئمة القادة الذين من تبعهم نجى كسفينة نوح المشحونة التي يؤل إليها المؤمنون وينجو فيها المتمسكون فما قولك يا بن رسول الله عند حيرتنا في القدر فإنكم ذريعة بعضها من بعض بعلم الله علمتم وهو الشاهد عليكم وأنتم شهداء الله على الناس والسلام.

اے پیغمبر خدا کے فرزند اور نور چشم! آپ پر اللہ تعالیٰ کی سلامتی، رحمت اور برکت ہو۔ اما بعد واضح ہو کہ آپ بنو ہاشم ہیں۔ آپ کی مثال بحر زخار میں کشتیوں کی ہے اور ظلمتوں میں روشنی اور ہدایت کے نشانات کی۔ آپ وہ پیشوا ہیں کہ جو آپ کی پیروی کرے وہ نجات پائے۔ جس طرح حضرت نوح علیہ السلام کے ایماندار پیروکاروں نے ان کی طرف توجہ کی اور کشتی کے ذریعے نجات پائی۔ کیا فرماتے ہیں آپ قدر کے پر پیچ مسئلہ کے بارے میں۔ آپ فرزند پیغمبر اسلام ہیں۔ اللہ نے آپ کو علم دیا ہے وہ آپ کا محافظ ہے اور آپ خلقت کے محافظ ہیں اور گواہ۔ والسلام۔

جب حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خط ملا تو انہوں نے جواب میں لکھا۔

بسم الله الرحمن الرحيم .أما بعد فقد انتهى إلى كتابك عند حيرتك وحيرة من زعمت من أمتنا والذي عليه رأيي أن من لم يؤمن القدر خيره وشره من الله تعالى فقد كفر.

امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ نہیں کہا چلو وہ نماز تو پڑھتے ہیں نا، داڑھی چہرہ مہرا اسلامی لباس سارا کچھ ٹھیک ہے ایک ہی تو چیز کا انکار کرتا ہے کہ دو ٹھیک ہے کوئی بات نہیں، نہیں امام حسن مجتبیٰ

نے فرمایا: والذی علیہ رأیی میرا فتوی یہ ہے.جی فرماتے ہیں میرا فتوی یہ ہے تقدیر بھلی بری اللہ کی طرف سے ہیں جو اس پر ایمان نہیں رکھتا وہ کافر ہے وہ مومن نہیں ہے۔ یہ فتوی امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالی عنہ کا ہے تو میں کیا بتا رہا تھا کہ ضروریات دین میں سے کسی ایک کا بھی اگر کوئی انکار کرتا تو پھر باقی پورا دین اس کا سلامت رہتا نہیں ہے۔

اب آگے میں بات آپ کو سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ کی بارگاہ سے آپ کو سنانا چاہتا ہوں، حضرت سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے بارے میں حضرت یحیی ابن یَعْمُر رضی اللہ تعالی عنہ اور دوسرے حمید بن عبدالرحمٰن تھے وہ دونوں بصری سے چلے حج کے ارادے سے اور انہوں نے کہا کہ ہمارا ارادہ تھا کہ لَوْ لَقِينَا أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَأَلْنَاهُ عَمَّا يَقُولُ هَؤُلَاءِ فِي الْقَدَرِ، یہ جو ہمارے علاقے میں تقدیر کا انکار کرنے والے پائے جاتے ہیں اگر حج کے درمیان کسی صحابی رسول سے ملاقات ہو جاتی ہے تو ہم ان سے ان کا مسئلہ پوچھیں گے کہ حضرت وہ باقی سارے اچھے کام کرتے ہیں بس تقدیر کا انکار کرتے ہیں تو ہمیں کیا کہنا ہے تو کہتے ہیں: فَوُفِّقَ لَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ دَاخِلًا الْمَسْجِدَ، تو مسجد میں ہمیں عبداللہ ابن عمر سے ملاقات ہوگئی میں دائیں بیٹھا میرا ساتھی بائیں بیٹھا اور ہم نے کہا قَدْ ظَهَرَ قِبَلَنَا نَاسٌ يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ، وَيَتَقَفَّرُونَ الْعِلْمَ، وَذَكَرَ مِنْ شَأْنِهِمْ، ہم نے کہا کہ حضور ہمارے ہاں ایک گروپ ایک فرقہ ایسا پیدا ہوا ہے يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ قرآن بہت پڑھتا ہے وَيَتَقَفَّرُونَ الْعِلْمَ اور علم کا بہت شوقین ہے وَذَكَرَ مِنْ شَأْنِهِمْ اور ان کی بہت ساری اچھی اچھی صفتیں بیان کی کہ وہ ایسے بھی ایسے بھی ہیں وَأَنَّهُمْ يَزْعُمُونَ أَنْ لَا قَدَرَ لیکن ان کا عقیدہ ہے کہ تقدیر کوئی چیز نہیں ہے تو حضرت آپ اس بارے میں کیا کہتے ہیں؟ یہ صحابی رسول ہیں جن کے بارے میں قرآن میں کہا گیا: اٰمِنُوْا كَمَاۤ اٰمَنَ النَّاسُ ایمان ویسے لانا جیسے صحابہ ایمان لائے فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَاۤ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا ان کی طرح

ایمان لائے تو تمہارا ایمان کامیاب ہوگا اور تم ہدایت پر آؤ گے، اب ان سے پوچھا گیا کہ باقی سارا دین مانتے ہیں قرآن پڑھتے ہیں نماز پڑھتے ہیں علم کے شوقین ہیں بس تقدیر کا انکار کرتا ہے آپ ان کے بارے میں کیا کہتے ہیں تو آپ نے فرمایا: **فَإِذَا لَقِيتَ أُولَئِكَ فَأَخْبِرْهُمْ أَنِّي بَرِيءٌ مِنْهُمْ، وَأَنَّهُمْ بُرَآءُ مِنِّي،** جاؤ جب تمہاری ان سے ملاقات ہو تو انہیں مجھ صحابی کا یہ پیغام بتا دینا کہ **أَنِّي بَرِيءٌ مِنْهُمْ** میں ان کا کچھ نہیں لگتا **وَأَنَّهُمْ بُرَآءُ مِنِّي** اور وہ میرے کچھ نہیں لگتے اب کڑی ہی بیچ کی نکل گئی جن سے ایمان لینے کو کہا تھا انہوں نے ہاتھ کھڑے کر دیے کہ تم ہمارے کچھ نہیں لگتے اس سے کیا پتہ چلا کہ ایک ہی تو مسئلے کا انکار کیا تھا مگر صحابی رسول نے یہ فتوی دیا کہ ضروریات دین میں سے کسی ایک کا اگر کوئی انکار کرتا ہے تو باقی اس کا دین بچتا نہیں ہے۔ میرے پاس وقت نہیں ہے ورنہ میں ایک ایک فرقے کی تفصیل تمہارے سامنے بتاتا، مگر شارٹ میں اتنا یاد رکھو کہ کلمہ پڑھنے والا ہر فرقہ کسی نہ کسی ضرورت دینی کا انکار کر رہا ہے ایک وہ گروہ جس کے دامن میں ہر ضرورت دینی کو ماننا ہے اس گروہ کو گروہ **اہل سنت وجماعت** کہتے ہیں، اس لیے ان چیزوں پر مضبوطی سے ڈٹ کر قائم رہو، داڑھوں سے مضبوطی سے پکڑ لو اور کبھی دائیں بائیں مت دیکھو

ع: سیدھی سڑک یہ شہر شفاعت نگر کی ہے

بس اپنے ایمان عقیدے کا قبلہ ٹھیک رکھو اور الحمد للہ ٹھیک ہی ہے جبھی تو یہ مسجد بنائی گئی تاکہ لوگوں کا ایمان ٹھیک رہے لوگوں کی نمازیں ٹھیک ہو لیکن چونکہ عالم کی ذمہ داری بھی بنتی ہے کہ وہ حالات کو دیکھ کر عقائد کو ریپیٹ کریں اور لوگوں کو یاد بھی دلائیں تو مجھے کچھ ایسا احساس ہوا کہ بہت دن میں نے وظیفے بتائے عمل بتائے تو کہیں ایسا نہ ہو کہ لوگوں کو عقیدے کی اہمیت کا ہی پتہ نہ چلے کہ چلو اب استغفر اللہ پڑھو تو یہ ہو جائے گا، سبحان اللہ پڑھو تو یہ ہو جائے گا اور عقیدہ ٹھیک نہیں ہے تو کوئی بات نہیں، نہیں سارے عمل قبول اسی وقت ہوں گے جب بندے کا عقیدہ ٹھیک ہوگا اور عقیدہ تبھی ٹھیک ہوگا جب بندہ اپنا عقیدہ اہل

سنت و جماعت کے مطابق رکھے گا اس سلسلے میں اب باتیں کافی طویل ہیں، اب کسی ایک بات کو بھی میں چھیڑوں گا تو وقت زیادہ ہو جائے گا اس لیے میں ایک بات صرف اشارتاً عرض کر دیتا ہوں کہ جو لوگ کفر کرتے ہیں، کفریہ عقیدہ رکھتے ہیں، کفریہ عمل کرتے ہیں اور پھر وہ بھلائی کے بڑے بڑے کام کرتے ہیں، پانی کی پرب لگا دی، کنواں کھدوا دیا، سڑک بنوا دی، بہت سارے بھلائی کے کام کر دیے، اللہ تعالی نے ایسے لوگوں کے لیے قرآن میں دو آیتیں نازل فرمائیں: **الَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ أَعْمَالُهُمْ كَرَمَادٍ اشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيحُ فِي يَوْمٍ عَاصِفٍ** اس آیت میں یہ کہا گیا کہ جنہوں نے کفر کر لیا ضروریات دین میں سے کسی ایک کا انکار کر لیا ان کے اعمال راکھ کی طرح ہیں **اشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيحُ فِي يَوْمٍ عَاصِفٍ** کہ سخت بلا کی ہوا آئی تو ساری راکھ اڑ گئی تو عقیدے کا انکار کر کے عمل کرنے والوں کا عمل ایسے ہی ہے اور دوسری جگہ رب نے ارشاد فرمایا: **وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍ بِقِيعَةٍ يَحْسَبُهُ الظَّمْآنُ مَاءً** کہ جس نے کفر کیا اس کا عمل ایسے ہے جیسے تمہیں ریگستان میں دور سے دیکھنے پر ریت میں پانی نظر آتا ہے کہ یہ پانی ہے **يَحْسَبُهُ الظَّمْآنُ مَاءً** پیاسا اسے پانی سمجھتا ہے **حَتَّىٰ إِذَا جَاءَهُ** یہاں تک کہ پیاسا آدمی پیاس بجھانے کے لیے جاتا ہے **لَمْ يَجِدْهُ شَيْئًا** وہاں تو پانی ہوتا ہی نہی ہے، اللہ فرماتا ہے: جس نے کفر کر کے اعمال کیے اس کے اعمال ایسے ہیں کہ قیامت کے دن سراب ہوگا یا رماد ہوگا تو اس لیے عقیدے کے بارے میں ہمیں کمپلسری پابندی رکھنی ہے اور پھر عمل کرنے ہیں، الحمد للہ یہ سارے خوش عقیدہ مسلمان ہیں اللہ تبارک و تعالی مجھے آپ کو سب کو ایمان اور عمل پر استقامت نصیب فرمائے۔۔۔



